مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درس حدیث

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ
بنواُمیہ اور تاریخی پس منظر

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر۳۰ ، سائیڈ اے ۸۴-۲-۱۷

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد ! حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ نہیں تھا۔ اُن کو شکل و شباہت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت حاصل تھی۔ ایک دفعہ ذکر ہُوا کہ اُنھوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی یہی فرمایا ہے کہ وہ بھی اُسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔

عراقی کا سوال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ردِّ عمل

ایک دفعہ کی بات ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حج کے لیے گئے یا عمرے کے لیے گئے وہاں ایک شخص ملا اُس نے ایک مسئلہ پُوچھا اُس نے کہا کہ آدمی احرام کی حالت میں اگر کوئی مکھی مارے تو کیا ہوگا ؟ احرام جو حج یا عُمرے کا باندھا جاتا ہے اُس میں آدمی کے لیے شکار کرنا منع ہے اگر وہ کسی شکاری جانور کا شکار کرلے گا تو وہ جانور حرام ہوجائے گا، کھانے کے قابل نہ رہے گا۔ پھر احرام کی حالت میں خصوصیّت کے ساتھ کچھ احکام الگ ہوجاتے ہیں اس واسطے اُس نے دریافت کیا کہ اگر احرام کی حالت میں کوئی آدمی مکھی ماردے تو کیا ہوگا ؟ معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ آدمی فسادی لوگوں میں سے تھا جنھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پسند نہیں کیا اور نہ اُن کا سوال پسند کیا۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ عراقی شخص ہیں اور یہ پُوچھ رہے ہیں کہ مکھی ماردیں تو کیا ہوگا؟ معلوم ہوتا ہے کہ تازہ ہی تازہ واقعہ گزرا ہُوا ہوگا۔ اس لیے ذہن مُبارک میں اُن کے اثر زیادہ تھا۔ حالانکہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کردیا اس (اتنے بڑے جرم) کا تو نہیں پُوچھا کہ اُس

میں کیا ہوتا ہے یا کیا ہوگا ؟ اور ایک مکھی کے بارے میں پُوچھ رہا ہے کہ اگر اسے ماردیں تو کیا ہوگا تو مکھی شکاری جانور تو ہے بھی نہیں کہ اس کا شکار کیا جاتا ہو وہ تو حشرات الارض وغیرہ میں داخل ہے حالانکہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا تھا ھما ریحانتی من الدنیا یہ (حسنؓ و حسینؓ) دونوں کے دونوں بچّے دُنیا میں میرے لیے خوشبودار پھُول ہیں تو اہلِ عرب کی عادت یہ تھی کہ وہ بچّوں کو جیسے چُومتے ہیں۔

بچّوں کی صفائی، چُومنا اور سُونگھنا

ویسے سُونگھتے بھی تھے تو بہت صاف بچّے ہوں گے جو سُونگھنے کے قابل ہوں گے تو بچّے بالکل صاف سُتھرے ہوں تو پھر سُونگھنے کو دل چاہ سکتا ہے ورنہ کون سُونگھتا ہے تو چُوما بھی کرتے تھے اور سُونگھا بھی کرتے تھے یہ اُن کی ایک عادت تھی اس لیے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں فرمایا کہ ریحانتی یہ دونوں کے دونوں میرے لیے پھُول ہیں یا خوشبو ہیں میرے لیے دُنیا کے اندر جو مجھے عنایت ہُوئی ہے تو جنھیں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اتنا محبوب رکھا اُن کو اِن لوگوں نے شہید کر دیا۔

یزید کی خلافت بالاتفاق نہ تھی تین بڑے شہر والوں نے تسلیم نہ کی

یہ واقعہ ۶۱ھ میں پیش آیا ہے یزید کی خلافت کے بعد اور یزید کی خلافت جو ہُوئی ہے وہ بالاتفاق ہُوئی بھی نہیں۔ تین شہر تو ایسے تھے کہ جنھوں نے اس کو کسی طرح سے مانا ہی نہیں مکّہ مکرّمہ، مدینہ منوّرہ اور کُوفہ یہ علاقے جو تھے یہاں کے بسنے والے، اہلِ علم، اہلِ رائے جو حضرات تھے اُنھوں نے یزید کے بارے میں کبھی اچھّی رائے نہیں رکھی اور یہ پسند نہیں کیا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد قائم مقام ہو۔

بنو اُمیّہ کی ذہانت، نبی علیہ السّلام سے مقابلہ، تاریخی پس منظر

دوسری طرف ایک صُورت یہ بھی ہُوئی تھی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دَور میں بھی یہ جو بنو اُمیّہ تھے یہ ذہین شمار ہوتے تھے اور یہ ہی بالمقابل رہے ہیں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے۔ حضرت ابوسفیانؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بالمقابل رہے ہیں حتّٰی کہ مکّہ مکرّمہ فتح ہُوا اور حضرت ابوسفیانؓ فرماتے ہیں۔ بخاری شریف میں ایک جگہ آیا ہے یہ جُملہ ادخل اللہ علیّ الاسلام وانا کارہٌ اللہ نے میرے اُوپر اسلام داخل فرما ہی دیا اور میں ناپسند کرتا تھا کہ اسلام میں داخل ہوں تو وہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدِّ مقابل اور کامیاب سیاستدان بڑے سمجھدار بڑے مدبّر جب یہ اسلام میں داخل ہُوئے تو آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ مدار اصل میں دین کی سمجھ داری پر ہے دین کی سمجھ کا ہے کہ دین کو کون شخص کتنا صحیح طرح سمجھتا ہے

وہ چیدہ آدمیوں میں شمار ہونے لگتا ہے۔ خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا جو زمانہ جہالت میں چیدہ چیدہ لوگ تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی چیدہ چیدہ ہی شمار ہوں گے جب وہ دین کی گہری سمجھ حاصل کرلیں، تو مدار ہوا دین کی سمجھ حاصل کرنے پر تو یہ حضرات جب اسلام میں داخل ہُوئے اور اُنہوں نے توجہ دی پُوری تو پھر یہ سمجھ داری میں آگے بڑھتے چلے گئے اور طرزِ حکومت اور حکمرانی یہ بھی یہ لوگ جانتے تھے تو بنواُمیّہ والے لوگوں کو جو ۸ھ میں مُسلمان ہُوئے۔ رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے خود حاکم بنا کر بھیجا ہے متعدد جگہوں پر اور ان لوگوں نے اسلام میں داخل ہونا اس سے پہلے بھی شروع کیا تھا۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بالکل شروع میں مُسلمان ہُوئے تھے حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ جو صلح حُدیبیہ ۶ھ میں ہُوئی ہے۔ ہجرت کے چھٹے سال اُس کے بعد مُسلمان ہوگئے تھے یہ بھی بنواُمیّہ ہی میں تھے۔

نبی علیہ السّلام سے بنواُمیّہ کی رشتہ داریاں

اور اُن کی رشتہ داریاں ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اُمّ المومنین ہیں اور حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما کی بھی خالہ ہیں۔ یعنی ایک بہن جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تھیں اور اُن کی ہمشیرہ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئیں جو چچا ہیں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے۔ یہ ابوسفیانؓ ہیں، مقابل ہیں بڑے شدید ہیں بڑے باتدبیر ہیں سب کچھ ہے اور اُن کی بیٹی مُسلمان ہوگئیں۔ شروع میں اپنے شوہر کے ساتھ مُسلمان ہوگئیں اور ایسی پکّی مُسلمان ہُوئیں کہ اُن کے ساتھ ہجرت کی اور جب وہ وہاں جاکر عیسائی بنے تو یہ عیسائی نہیں بنیں یہ مُسلمان رہیں۔ حضرت اُمِّ حبیبہؓ جب ہجرت سے واپس آئی ہیں تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نکاح میں آگئیں ازواجِ مطہرات میں یہ سب کے سب رشتے ہیں وہ جو بنواُمیّہ سے تھے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دو داماد ہوگئے ایک حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ ہوگئے اور ایک حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ یہ بنواُمیّہ میں سے تھے اور رشتہ داریاں تھیں ان کی اور سماج، انداز سوچنے کا، رہنے کا تمام چیزیں سب ملتی جلتی تھیں بات صرف یہ تھی کہ یہ عقائد مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔

سمجھ داری میں کمی کوئی نہیں تھی اُن میں بات تھی اسلام قبول کرنے کی یہ قبول کرتے ہیں یا نہیں تو جب اُنھوں نے قبول کرلیا اسلام تو آپ نے یہ فرمادیا بلکہ حقیقت بھی یہی ہے کہ مدار جو ہے وہ تو یہ ہے کہ کسی چیز کو کوئی سمجھتا ہے تو کتنا سمجھتا ہے۔ صحیح طرح جو سمجھ سکے کسی چیز کو وہ اُس کا ماہر ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام۔

زمانہ جاہلیت میں جو اُن میں چیدہ چیدہ اور بہترین لوگ تھے وہ اسلام میں بھی بہترین لوگ شمار ہونگے اذا فقھوا جب وہ دین کی گہری سمجھ حاصل کرلیں تو دین کی گہری سمجھ حاصل کرنے پر اس کا مدار ہے تو یہ حضرات اسلام میں داخل ہُوئے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو حکومت کے کام بھی سُپرد کرنے شروع کردیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار بن گئے اور پھر جو علاقے فتح ہوگئے۔ وہاں عامل بنا کر بھیجنے کی ضرورت ہُوئی تو یہ لوگ وہاں بھیجے گئے۔ خود ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک جگہ کا عامل بنا کر بھیجا تھا۔ اس کی لسٹ موجود ہے۔ حدیث کی کتابوں میں تاریخ کا جو حصّہ ہے وہاں وہ موجود ہے یہ حیات طیّبہ میں ہُوا ہے۔ بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اُنھوں نے انہیں اپنی فوجوں کا چارج دے دیا جو عراق کی طرف بھیجی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اور پھر شام کی طرف جو بھیجی تھیں اُن کا چارج دے دیا تو گویا آگے بڑھے بنو اُمیّہ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا شام کا علاقہ فتح کرنے میں یہ لوگ اور بھی آگے بڑھ گئے۔

گرم جوشی کی ایک وجہ

اس کی وجہ مَیں نے شاید پہلے بھی ذکر کی ہو کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ آئے حضرت عُمر رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے اور اندر اطلاع بھجوائی اُن کے خادم سے کہ جاؤ بتلا دو مَیں ملنے آیا ہوں اور اُن کے ساتھ کچھ اور بھی بڑے بڑے لوگ تھے اپنے ہی خاندان کے انھوں نے کہا کہ وہ مصروف ہیں آپ ٹھہریں بعد میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ آئے تو اُنھوں نے اجازت چاہی تو اِنھوں نے فوراً بلالیا گویا جو کام کر رہے تھے اُس کے درمیان اُن کو بلالیا اِن کو نہیں بلایا کام مؤخر کردیا یا چھوڑ دیا جیسے بھی ہُوا بہرحال یہ آگے پیچھے ہونا کہ جو پہلے آیا ہے اُسے روک دیا جو بعد میں آیا ہے اُسے فوراً بلالیا یہ بڑی بے عزّتی ہے ایسے بڑے لوگوں کے لیے تو اگر یہ پکے مُسلمان نہ ہُوئے ہوتے تو بددل بہت ہوتے لیکن جب اسلام قبول کیا تو تھوڑے عرصے بعد آہستہ آہستہ وہ راسخ ہوتا چلاگیا چنانچہ جو لوگ فتح مکّہ کے موقع پر مُسلمان ہُوئے یا اور موقعوں پر مُسلمان ہُوئے اُن کے بارے میں الفاظ آتے ہیں حسن اسلامھم اسلام قبول کیا اور اُن کا اسلام اچھا رہا یعنی کسی قسم کی ایسی بات نہیں ہُوئی جو اسلام کے خلاف ہوتی ہو۔

عبرت اور تلافی کی فکر

تو اُنھوں نے بُرا اثر لینے کی بجائے ایک عبرت پکڑی اُس سے۔ اُنھوں نے کہا اپنے ساتھیوں سے کہ دیکھو ہماری غلطی ہے اگر ہم پہلے سے اسلام میں داخل ہوتے تو ہمیں وہ بات نہ سُننی پڑتی تو ہم بہت پیچھے رہ گئے تو اس کی تلافی کی جانی چاہیے تو تلافی کی صُورت کیا ہو؟ پھر اُنھوں نے بتلایا کہ

تلافی کی صورت میرے ذہن میں یہ آتی ہے کہ ہم اسلام کی خدمت زیادہ کریں اور وہ اس طرح کہ جہاد میں ہم لوگ شامل ہوں چنانچہ یہ شام کا علاقہ جو فتح ہوا تھا اس میں یہ لوگ آگئے اور جب ضرورت پڑتی تھی کمک کی کہ مدد جائے یہاں تو اس میں یہ لوگ زیادہ شامل ہوتے تھے اسی طرح سے انہوں نے یہ علاقے فتح کیے شام وغیرہ کے اور جب فتح ہوگئے علاقے تو اُس کے بعد وہاں گورنر کی ضرورت تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں گورنر بنایا ہے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید ابنِ سفیان کو وہ بھی صحابی تھے رضی اللہ عنہ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اُن کی نظر میں وہ اتنی بڑی قابلیت کے آدمی تھے کہ ایک نئے علاقے کو جو بہت مہذب تھا بڑا ترقی یافتہ علاقہ تھا دو سُپر پاوریں تھیں اُس وقت ایک ایران کی اور ایک یہ شام کے لوگ تو یہ ایک سُپر پاور جب زیر ہوئی تو اُس کے تمام باشندوں کو کنٹرول میں رکھنا اُن پر اپنے اثرات بٹھانا، کام صحیح طرح انجام دینا اس کے لیے وہ اہل سمجھے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اُن کو آگے بڑھایا۔ اُن کی (یزید بن سفیانؓ) وفات ہوگئی تو حضرت معاویہؓ کو مقرر کر دیا اور اُن کی باتوں پر اعتماد فرماتے تھے۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو بہت چھوٹی چھوٹی شکایتیں ہوتی تھیں ان پر معزول کر دیتے تھے گورنر کو۔ اگر کسی گورنر نے دربان مقرر کر لیا ہے اُسے معزول کر دیتے تھے۔ کسی نے باریک کپڑے پہن لیے ہیں اُسے بھی معزول کر دیتے تھے۔ حالانکہ باریک کپڑے پہننے کوئی بُری بات نہیں ہے کوئی ریشم تو نہیں ہے شرعًا منع تو نہیں ہے مگر بالکل پسند نہیں تھا کہ آرام طلبی آئے، تعیش آئے اُسے معزول کر دیتے تھے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تو نہیں معزول کیا وہ اُسی طرح رہے اور رعایت کا اُن کے ہاں کوئی سوال ہی نہیں تھا اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ پُورے اس معیار پر جمے رہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا اور دَورے بھی کیے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دَور میں اُس طرف گئے بھی ہیں دیکھے بھی ہیں ملے بھی ہیں باتیں بھی کیں۔ سوال جواب بھی ہوئے ہیں۔

مصلحت کی رعایت

وہاں گئے تو استقبال کیا اُنھوں نے۔ انھوں نے کہا کہ یہ کیوں کیا؟ اُنھوں نے کہا یہ ایسی جگہ ہے کہ جہاں دُشمنوں کے جاسوس بکثرت ہیں اور یہ ذرا ذرا سی بات وہاں پہنچاتے ہیں تو مَیں نے پسند نہیں کیا کہ ہمارا امیر المؤمنین آئے اور اُس کے بارے میں یہ لوگ یہ اثر لیں کہ ہم نے اس کا اہتمام ہی نہیں کیا پروا ہی نہیں کی بالکل اس لیے مَیں نے ایسے کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو جواب دیا فرمایا کہ تم نے بات ایسی کہی ہے کہ مَیں اس کے بارے میں کیا کر سکتا ہوں یعنی کچھ کہہ نہیں سکتا۔ مطلب یہ کہ یہ بات تو مجھے پسند نہیں ہے مگر وجہ تم نے ایسی بتلائی ہے کہ اُس کی وجہ سے مَیں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا منع بھی نہیں کر سکتا

وہ بھی اسلام کی حکمتوں میں سے ایک حکمت تھی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دَور آیا اُس دَور میں رہے تو بنواُمیہ بہت بڑھ گئے۔ پہلے ہی بڑھے ہوئے تھے اب وہ جم گئے ایک طرح سے۔ اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دَور آیا اُس میں کشمکش تھی پھر اُن کی وفات ہوگئی شہادت ہوگئی۔

اصل مضمون کی طرف رجوع

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حکومت ہی کی قربانی دے دی سب سے بڑا کام بہت بڑا کام۔ اسی وجہ سے اُن کا نام بڑا سمجھا گیا۔ درجہ اُن کا بڑا سمجھا گیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت کیونکہ اُنھوں نے قربانی میں حکومت چھوڑ دی تاکہ مسلمانوں کی لڑائی ختم ہوجائے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیش کش کی ہے مگر یہ پیش کش نہیں کی کہ مَیں بھی حکومت سے دست بردار ہوجاؤں گا اگر تم کہتے ہو تو یہ پیش کش نہیں کی تو اُنھوں نے پھر دَور گزارا اٹھارہ سال کا، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پُوری حکومت کے حکمران تھے اَب جب اِن کی وفات کا وقت آتا ہے تو پھر اُنھوں نے یہ سوچا کہ اگر اتنے عرصے اس خاندان کی حکومت کے بعد اس خاندان کے علاوہ کوئی اور آدمی آئے گا تو اُس کی یہ جو ہمارے خاندان کے بڑے بڑے لوگ ہیں افسران ہیں گورنر ہیں وغیرہ وغیرہ اطاعت پر تیار نہیں ہوں گے اور اگر اطاعت نہ ہو تو کام ٹھیک چلتا ہی نہیں حکومت کا اس قسم کی چیزیں انھوں نے سوچیں اور یزید کے لیے پھر اُنھوں نے سوچا اور زمین ہموار کی باقی باتیں انشاء اللہ اگلے درس میں ہوں گی۔

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے وہ ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے (ادارہ)